ہفتہ 19 ذیقعد 1425ھ یکم جنوری 2005ء

2005ء کی دنیا انشاءاللہ بہتر ہوگی

2004ء کا سورج اپنی آخری جھلک دکھا کر ڈوب چکا ہے اور 2005ء کی صبح دنیا کے لئے بیک وقت نئی امیدوں اور نئے خدشات کے ساتھ طلوع ہوچکی ہے۔ 2004ء کا اختتام بحر ہند میں ایک ایسے خوفناک زلزے اور اس کے نتیجے میں اٹھنے والے طوفان سے ہوا جس نے جنوب مشرقی ایشیا کے 9 ملکوں میں ڈیڑھ لاکھ کے لگ بھگ افراد کو موت کی نیند سلا دیا جبکہ بھوک اور بیماری سے مزید لوگوں کی ہلاکتوں کا خدشہ ہے۔ صرف انڈونیشیا میں 80 ہزار سے زائد افراد "سونامی طوفان" کی نذر ہوگئے جبکہ سری لنکا، بھارت، تھائی لینڈ، مالدیپ، ملائیشیا اور انڈونیشیا میں اس قدر ہلاکتیں ہوئی ہیں کہ سمندری زلزلوں اور طوفانوں کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ انسانی ابتلا کی اس سنگین صورتحال کے باعث سری لنکا اور انڈونیشیا کی حکومتوں کو تامل باغیوں اور آچے میں حکومت کے خلاف سرگرم عناصر سے امدادی کاموں میں مدد دینے کی اپیل کرنی پڑی۔ اقوام متحدہ اور بین الاقوامی اداروں سمیت عالمی برادری نے اگرچہ زلزے اور طوفان سے متاثرہ افراد کو خوراک، گرم کپڑے، کمبل، خیمے، دوائیں اور طبی امداد کی فراہمی شروع کردی ہے لیکن اس کے لئے مزید وسائل فراہم کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے امدادی کوششوں کو مربوط بنانے کیلئے امریکا نے آسٹریلیا، بھارت اور جاپان کے ساتھ مل کر ایک امدادی اتحاد تشکیل دیا ہے جس میں مزید ممالک کی شمولیت کا امکان ہے۔ پاک بحریہ مالے کے جزیرے یوگوفارو میں امدادی سرگرمیوں میں مصروف ہے اور حکومت پاکستان نے متاثرہ ملکوں کو مصیبت کی اس گھڑی میں ضروری امداد فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس نوع کی قدرتی آفات کے موقع پر پوری عالمی برادری کے تعاون سے ہی مصائب کی شدت کو کم کیا جاسکتا ہے۔

گزشتہ سال کے دوران اگرچہ عالمی سطح پر کشمکش جاری رہی مگر کچھ امید افزا اشارے بھی سامنے آئے۔ امریکا، روس، بھارت اور افغانستان کے انتخابات کے بعد عالمی اور علاقائی سطح پر استحکام کے امکانات پیدا ہوئے۔ عراق میں نئے آئین کی منظوری کے بعد اتحادی فوجوں نے اقتدار اعلیٰ مقررہ تاریخ 30 جون سے دو دن پہلے ہی صدر غازی الیاور اور وزیراعظم ایاد علاوی کی عبوری حکومت کو منتقل کردیا جبکہ عراق کے بارے میں مصر کے شہر شرم الشیخ میں منعقدہ عالمی وزرائے خارجہ کانفرنس نے عام انتخابات کیلئے 30 جنوری 2005ء کی تاریخ مقرر کردی۔ تاہم توقع کے مطابق عراق میں امن وامان کی صورتحال تاحال بہتر نہیں ہوسکی۔ مختلف شہروں میں بم دھماکوں، فوجی قافلوں اور چوکیوں پر حملوں اور جوابی فوجی کارروائیوں کے باعث حالات کسی طرح بھی انتخابات کے لئے سازگار نظر نہیں آتے اور ایسے اشارے مل رہے ہیں کہ عراق میں عام انتخابات ملتوی کردیئے جائیں گے افغانستان میں 9 اکتوبر کے صدارتی انتخابات میں جناب حامد کرزئی 55 فیصد ووٹوں کی اکثریت سے منتخب ہوچکے ہیں اور انہوں نے اپنی 27 رکنی کابینہ تشکیل دیدی ہے نئی حکومت میں ٹیکنوکریٹس کی شمولیت اور جنرل فہیم جیسے وار لارڈز کو نظر انداز کرنے کے فیصلوں سے افغانستان میں استحکام کے آثار نظر آتے ہیں جس کے نتیجے میں اس تباہ حال ملک کی تعمیر نو کے کام میں تیزی آئے گی۔ افغان عوام کو امن وسکون میسر آئے گا تو معاشی سرگرمیاں بحال ہونگی۔ وسطی ایشیا سے بحیرہ عرب تک پہنچنے کا وہ راستہ کھل سکے گا جس کے بند ہونے سے پورے علاقے کی معاشی ترقی کا عمل بری طرح متاثر ہورہا ہے۔

فلسطینی عوام کے لئے 2004 کا سال بہت بھاری ثابت ہوا۔ اسرائیلی فوج فلسطینی بستیوں پر حملے کرکے تباہی پھیلاتی رہی۔ شیخ احمد یاسین اور عبدالعزیز رنتیسی سمیت کئی فلسطینی رہنماؤں کو اسرائیلی ہیلی کاپٹروں سے نشانہ بنا کر قتل کردیا گیا۔ سب سے بڑا سانحہ فلسطینی اتھارٹی کے صدر اور پی ایل او کے سربراہ یاسر عرفات کا انتقال ہے۔ یاسر عرفات کے سانحہ ارتحال کے بعد سابق وزیراعظم محمود عباس نے عبوری طور پر ان کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ تنظیم آزادی فلسطین (پی ایل او) نے انہیں 9 جنوری کے صدارتی انتخابات میں اپنا امیدوار نامزد کیا ہے اور اس بات کے قوی امکانات ہیں کہ وہ فلسطینی اتھارٹی کے باضابطہ صدر منتخب ہوجائیں گے۔ محمود عباس نے عالمی جیواسٹریٹجک تبدیلیوں کے پس منظر میں فلسطینی مزاحمتی تنظیموں سے اپیل کی ہے کہ وہ مسلح جدوجہد ترک کرکے آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے لئے پرامن بات چیت کی راہ ہموار کریں۔ آزاد فلسطینی ریاست کا ایک منصوبہ امریکا نے اقوام متحدہ، یورپی یونین اور روس کے تعاون سے بنایا تھا مگر اسرائیلی وزیراعظم شیرون کے رویئے کے باعث اس امن روڈ میپ پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔ تاہم امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے اپنے دوبارہ انتخاب کے بعد مشرق وسطیٰ کے امن روڈ میپ پر عمل کرانے اور آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے جن عزائم کا اعلان کیا، ان سے یہ امید پیدا ہوئی ہے کہ اسرائیلی اور فلسطینی قیادت میں بات چیت کے ذریعے امن روڈ میپ پر عمل درآمد کی راہ ہموار ہوجائے گی اور آزاد فلسطینی ریاست کا قیام عمل میں آجائے گا۔

مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی پامالی کا سلسلہ بدستور جاری رہا تاہم مسئلہ کشمیر اور پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے ایک اہم پیش رفت اسلام آباد میں سارک ممالک کی سربراہ کانفرنس کے موقع پر 6 جنوری کے احا[illegible] مشرف مشترکہ بیان کی صورت میں سامنے آئی جس میں صدر پاکستان اور بھارتی وزیراعظم نے اس عزم کا اظہار کیا کہ جامع اور مربوط بات چیت کے ذریعے مسئلہ کشمیر سمیت تمام تنازعات کو پرامن طور پر طے کیا جائے گا اور ایسا تصفیہ تلاش کیا جائے گا جو فریقین کے لئے قابل قبول ہو اس اعلامئے کے بعد دونوں ممالک کے درمیان اعتماد سازی کے اقدامات میں تیزی آئی اور مختلف سطحوں پر مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا جو بھارت میں عام انتخابات کے نتیجے میں قیادت کی تبدیلی کے باوجود جاری ہے۔

پاکستان میں سیاسی اور پارلیمانی سطح پر پہلی بار اقتدار کی پرامن تبدیلی دیکھنے میں آئی۔ وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی کے استعفے کے بعد چوہدری شجاعت حسین نے عبوری مدت کے لئے وزیراعظم کا عہدہ سنبھالا تاکہ جناب شوکت عزیز کے قومی اسمبلی کا رکن بننے اور قائد ایوان منتخب ہونے تک حکومت کے کاموں میں کوئی خلل نہ پڑے۔ چوہدری شجاعت حسین پارلیمانی طریقے کے مطابق باضابطہ طور پر وزیراعظم منتخب ہوئے مگر انہوں نے خود اپنی طے کردہ مدت کے اختتام پر اقتدار سے رضاکارانہ علیحدگی کے ذریعے ایک نئی مثال قائم کی۔ جناب شوکت عزیز کے قائد ایوان منتخب ہونے پر چوہدری شجاعت حسین اپنے عہدے سے مستعفی ہوگئے اور شوکت عزیز ملک کے وزیراعظم بن گئے۔ انہوں نے پالیسیوں میں تسلسل جاری رکھنے اور جمہوریت کی بنیادیں مضبوط کرنے کے عزائم کے ساتھ اس توقع کا اظہار کیا کہ موجودہ پارلیمنٹ اپنی پانچ سالہ میعاد پوری کرے گی۔ صدر پرویز مشرف نے سال کے اختتام پر قوم سے اپنے خطاب میں بھی ایک بار پھر قوم کو یقین دلایا کہ وہ جمہوریت کے دل سے حامی ہیں، جمہوری نظام قائم رہے گا، موجودہ اسمبلیاں اپنی میعاد پوری کریں گی اور مقامی حکومتوں کے انتخابات اپریل میں ہوں گے۔ صدر پرویز مشرف نے اپنے اس خطاب میں صدر اور آرمی چیف دونوں مناصب اپنے پاس رکھنے کے فیصلے کا اعلان کیا اور وہ وجوہ بتائیں جن کی بناء پر انہیں یہ فیصلہ کرنا پڑا۔ صدر کا کہنا ہے کہ اس وقت ان کا وردی اتارنا ملک کے لئے خطرناک ہوگا۔ انہوں نے اپوزیشن کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے اپیل کی کہ پاکستان کو روشن مستقبل کی طرف لے جانے کے لئے مل جل کر کام کیا جائے۔ اپوزیشن کے حلقوں نے صدر کے اس موقف سے اختلاف کرتے ہوئے وردی کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے۔ حزب اختلاف کے رہنماؤں کا کہنا ہے کہ 2005ء کے دوران حکومت کے خلاف سیاسی سرگرمیوں میں اضافہ ہوگا۔

امریکی انتخابات کے نتائج کو اگرچہ ہمیشہ ہی پوری دنیا میں غیر معمولی اہمیت حاصل رہی ہے مگر ستمبر 2001 کے بعد عالمی سطح پر جیواسٹریٹجک تبدیلیوں کے پس منظر میں ان کی اہمیت مزید بڑھ گئی۔ نومبر 2004 کے انتخابات میں صدر جارج ڈبلیو بش کی کامیابی کے بعد یہ بات یقینی ہوگئی کہ امریکا کی عالمی پالیسیوں میں تسلسل جاری رہے گا جن میں دہشت گردی کے خلاف عالمی مہم کو اولین ترجیح حاصل ہے۔ صدر بش مشرق وسطیٰ میں جمہوری اصلاحات لانے کے خواہش مند ہیں اور ان کی حکومت نے مشرق وسطیٰ کی حکومتوں پر ایکبار پھر زور دیا ہے کہ وہ اپنے اپنے ممالک میں اصلاحات کا عمل تیز کریں۔ صدر بش نے اپنے دوبارہ انتخابات کے بعد جو اقدامات کئے وہ پاکستان کے نقطہ نظر سے بیحد اہمیت کے حامل ہیں۔ بھارت کی تمام تر مخالفت کے باوجود امریکی کانگریس اور سینٹ سے پاکستان کو جدید دفاعی سامان کی فراہمی کے پیکیج کی منظوری کے بعد پاکستان کو جنوبی ایشیا میں دفاعی توازن بہتر طور پر برقرار رکھنے میں مدد ملے گی۔ امریکا کی دونوں بڑی بڑی سیاسی پارٹیوں کی حمایت سے منظور کئے گئے ایک بل پر دسمبر کے مہینے میں صدر بش نے دستخط کئے ہیں جس کے تحت امریکا اس بات کا پابند ہوگا کہ وہ ہمسایوں کے ساتھ پرانے تنازعات طے کرانے میں پاکستان کی مدد کرے۔ اس قانون کے تحت امریکا کے لئے لازم ہے کہ وہ پاکستان، افغانستان اور سعودی عرب سے مضبوط تعلقات رکھے۔ یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ پاکستان میں استحکام اور اقتصادی ترقی نہ صرف پاکستان بلکہ دنیائے اسلام کے لئے اہم ہے۔ دوسرے قوانین کے تحت عالمی منڈی میں پاکستان کے سرگرم کردار، اسکی سکیورٹی کے لئے امداد اور اسے ہر سال کم سے کم 70 کروڑ ڈالر امداد دینے کی ضمانت فراہم کی گئی ہے۔ صدر جان واکر بش صدر پاکستان کے اس موقف سے اتفاق کرتے ہیں کہ دہشت گردی کے خاتمے کے لئے فوجی اقدامات کے ساتھ ساتھ وہ سیاسی و اقتصادی محرومیاں بھی دور کی جانی چاہئیں جو ان رجحانات کا سبب بنتی ہیں۔ امریکی صدر کا واضح طور پر کہنا ہے کہ فلسطین اور کشمیر کے دیرینہ تنازعات کو پرامن طور پر طے ہونا چاہئے تاکہ عالمی امن کو درپیش خطرات کو دور کیا جاسکے۔ پاکستان اور عالمی اسلام کے حوالے سے یہ بات بہت امید افزا ہے کہ امریکا، برطانیہ، روس اور چین سمیت تمام اہم ممالک اور عالمی ادارے مسلم دنیا کے مسائل حل کرنے کی ضرورت محسوس کررہے ہیں اور اس سلسلے میں کوششیں شروع بھی کرچکے ہیں۔ فلسطین و کشمیر کے مسائل حل کرنے اور مسلم دنیا میں احساس محرومی دور کرنے کی ان کوششوں کے یقیناً عالمی امن پر بہتر اثرات مرتب ہوں گے۔ دنیا بھر میں چونکہ مسائل کی شناخت کے ساتھ ساتھ ان کے اسباب پر بھی اتفاق رائے نظر آتا ہے۔ اس لئے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ 2004 کی نسبت 2005 زیادہ امن و استحکام کا سال ہوسکتا ہے۔ خاص طور پر عالم اسلام میں معاشرے میں لائی جانے والی جمہوری اور سماجی تبدیلیاں یقیناً مسلم ملکوں کے عوام کے لئے سہولتیں، انصاف اور قانون کے یکساں نفاذ کا کلچر پیدا کریں گی۔ جس سے مغرب پر واضح ہوجائے گا کہ اسلام انتہاپسندی کا درس نہیں دیتا۔ اس لئے توقع کی جاسکتی ہے کہ 2005ء کی دنیا 2004ء کی دنیا سے بہرحال بہتر ہوگی۔